اقامة البرهان علی وجوب کسر الاوثان

بنام



مؤلف: ناصر بن حمد الفہد حفظہ اللہ

ترجمہ و تفہیم: مدثر احمد اللودھی حفظہ اللہ

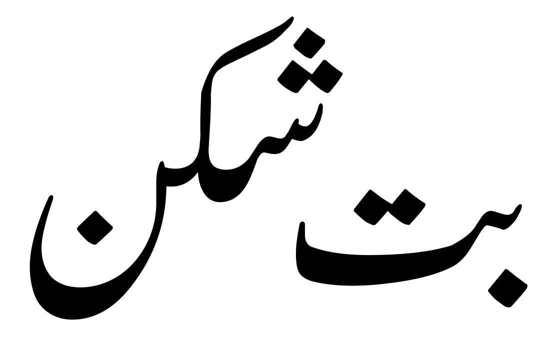
مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان





اقامة البرهان علی وجوب کسر الاوثان

ترجمہ بنام



تالیف: ناصر بن حمد الفہد حفظہ اللہ

فک اللہ اسرہ من سجن الطاغوت

ترجمہ وتفہیم: مدثر احمد اللودھی حفظہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
website : http://www.muwahideen.tk
Email : info@muwahideen.tk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علٰی رسول اللہ، وبعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسولوں کو اپنی توحید کی طرف دعوت دینے اور شرک اور بت پرستی سے ڈرانے کے لئے مبعوث کیا ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ. (نحل:36)﴾

''اور تحقیق ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو''۔

نیز فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ. (انبیاء:25)﴾

''اور آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا اس کی طرف ہم نے وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تم میری عبادت کرو''۔

خاتم النبیین ﷺ کو بھی اسی لئے رسول بنایا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے توحید کو عام کیا اس کے میناروں کو بلند کیا اور شرک کا قلع وقمع کیا اللہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی رحمتیں اور صلاتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ آپ کے لائے ہوئے دین سے دور ہوتے چلے گئے اور توحید کی بہت سی اہم باتوں کو بھلا بیٹھے بالآخر عقیدہ توحید کی بہت سے حقائق اور بنیادیں بہت سے جہلاء کے لئے سوالیہ نشان بن گئیں (یہ صرف عمل نہ کرنے کے لئے جاہل ہیں وگرنہ عام طور پر یہ حق پوشی اور تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں) اور اس میں کوئی اچھنبے کی بات بھی نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((بدأ اسلام غریبًا و سیعود غریبًا کما بدأ فطوبیٰ للغرباء))

''اسلام شروع ہوا اس حال میں کہ اجنبی تھا اور لوٹ جائے گا اس حال میں کہ اجنبی ہوگا سو اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے''۔

دور حاضر کی عجیب ترین بات حکومت اسلامیہ (طالبان) افغانستان کے اپنے شہروں میں بت شکنی کے عملی مظاہرے ہیں (جن سے موحدین کے دلوں اور آنکھوں میں ٹھنڈ پڑگئی) وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب مشرکین کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں حالانکہ ان کے مذاہب بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں کچھ بت پرست ہیں اور کچھ تاریخی ورثے کے پجاری ہیں اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے **بدھا** کے ان بتوں کے توڑے جانے پر کچھ علماء بھی رو پڑے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اس طرح وہ بھی **بدھا** کے پرستاروں کے ساتھ ایک ہی خندق (آگ کی خندق یعنی جہنم) کے مکین ہوگئے۔ والعیاذ باللہ

اس طرح کے نام نہاد مسلمانوں کو میڈیا نے بھی خوب کوریج دی اور وہ بھی عوام الناس اور بعض خواص الناس کو گمراہ کرتے رہے اور مختلف شبہات میں گھیر کر یہ سمجھتے رہے کہ وہ شریعت کی زبان بول رہے ہیں اللہ ان جھوٹوں کو ہلاک کرے کہاں بہکائے جارہے ہیں

حق تعالیٰ کی قسم موحدین کے چھوٹے اور نوعمر بچے بھی اس بت شکنی کو اللہ کے قرب کا عظیم ذریعہ اور بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں اور انبیاء و رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی اسی لئے بھیجا گیا تھا ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ ایسا دور کبھی نہ آئے گا جس میں موحدین کو اس بات کے دلائل پیش کرنے کی ضرورت پڑے گی کہ بتوں کو گرانا، توڑنا اور شرک کے ان مراکز کو تہہ تیغ کرنا بھی ایک دینی و شرعی فریضہ ہے لیکن ہم جس دور میں جی رہے ہیں وہ عجائبات کا دور ہے۔ چنانچہ آپ کے سامنے موجود اس کتابچے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بت شکنی (بت توڑنا) بھی ایک اسلامی و شرعی حکم ہے اور طالبان کے اس فعل پر موحدین کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے ہے میں نے اس کتابچے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا باب: تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) کا شرعی حکم۔

اس باب میں چار فصول ہیں:

پہلی فصل: تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) بنانے کا شرعی حکم۔

دوسری فصل: تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) کا حرام ہونا۔

تیسری فصل: تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) کو توڑ دینے کا جائز ہونا۔

چوتھی فصل: اس سلسلے میں مختلف نظریات اور اہل علم کے اقوال:

دوسرا باب: گمراہ علماء کے شبہات (جنہیں وہ دلائل کہتے ہیں) کا ردّ۔

اس باب میں پانچ فصول ہیں:

پہلی فصل: پہلا شبہہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے مفتوحہ شہروں میں تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) کو رہنے دیا تھا۔

دوسری فصل: دوسرا شبہہ کہ صرف وہ تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) حرام ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو۔

تیسری فصل: تیسرا شبہہ کہ مصلحت کی خاطر ان تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) کو چھوڑ دیا جائے۔

چوتھی فصل: چوتھا شبہہ کہ مذکورہ بت (جنہیں افغانستان میں توڑا گیا) ذمیوں کے تھے اور انہیں ان کے عقیدے پر برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

اس کتابچے کا اختتام میں نے ایک اختتامیہ پر کیا ہے جس میں میں نے اس طرح کے اہم مسئلے سے جاہل اور ناواقف رہنے کے خطرات سے آگاہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ اس کتابچے کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اور اس کے ہر قاری کو اس کے ذریعے نفع پہنچائے۔ وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

((پہلا باب))

پہلی فصل: تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) بنانے کا شرعی حکم

اسلام اس لئے آیا تا کہ توحید اواس کے ارکان کو قائم اور مضبوط کرے اور شرک اوراس کی بنیادیں اکھاڑ پھینکے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی بنیادی طور پر اللہ کی توحید کی طرف دعوت دی اور باطل طاغوتی معبودوں کی ان کی ظاہری صورتوں کواختلاف کے باوجود تردیداور بیخ کنی کی اوران کے ساتھ کفر کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (بقرہ:256) ﴾

''پس جس نے طاغوت کے ساتھ کفر کیا اوراللہ پر ایمان لایا یقیناً اس نے ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا جوٹوٹتا نہیں''۔

اس حوالے سے نبی علیہ السلام نے ہراس کام کا اہتمام کیا جس کے ذریعے عقیدہ توحید کومضبوط کیا جاسکتا ہواور شرک اوراس کے تمام اسباب وذرائع اورراستوں کوختم کیا جاسکتا ہواور تماثیل (مورتیاں۔بت،ان کی تصاویروغیرہ) بھی چونکہ شرک وکفر کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں بنانے کوبھی حرام قرار دیا چنانچہ تمام تر روح والی اشیاء کی تماثیل (مورتیاں، بت ان کی تصاویر وشبیہ وغیرہ) بنانے کے حرام ہونے پر بہت سے ایسے دلائل موجود ہیں جو نہ صرف متواتر ہیں بلکہ صحیح اورصریح بھی ہیں۔علاوہ ازیں بہت سے علماء نے (تماثیل کی جمع یعنی مورتی، بت، اس کی تصویروشبیہہ وغیرہ) سازی (تمثال سازی سے مراد بت سازی، مورتی سازی، مجسمہ سازی، تصویر کشی، تصویرسازی، شبیہہ سازی وغیرہ ہے) کے حرام ہونے پر اہل علم کا اجماع یعنی اتفاق نقل کیا ہے۔جیسا کہ امام نووی اورابن عربی رحمہما اللہ وغیرہ نے اس پر اجماع نقل

کیا ہے۔

(نیز ملاحظہ ہو عارضۃ الاحوذی:253/7،صحیح مسلم مع شرح النووی:91/14،مواھب الجلیل552/2،حاشیۃ ابن عابدین647/6)

اس سلسلے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم أحیوا ما خلقتم))

''جو لوگ صورتیں بناتے ہیں بروز قیامت انہیں عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا تم نے جو پیدا کیا ہے اسے زندگی عطا کرو''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، کتاب التوحید باب واللّٰہ خلقکم وما تعملون، فتح الباری528/13383,382/10۔صحیح مسلم کتاب اللباس تحریم تصویر صورت الحیوان۔شرح مسلم نووی:92/14)

دوسری دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون))

''بروز قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب والے صورتیں بنانے والے ہوں گے''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۔ فتح الباری:381/10۔صحیح مسلم باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان ۔ شرح صحیح مسلم للنووی92/14-93)

تیسری دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی سعید بن ابوالحسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: ''میں ایسا شخص ہوں جو یہ صورتیں بناتا ہے مجھے ان کے متعلق فتویٰ دیجئے انہوں نے اس سے کہا مجھ سے قریب ہو وہ ان سے قریب ہو گیا انہوں نے پھر کہا مجھ سے قریب

ہو حتیٰ کہ انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا میں تجھے وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی آپ فرماتے:

((کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورها نفسا فتعذبه فی جهنم))

''صورت بنانے والا ہر شخص آگ میں جائے گا اس کے لئے اس کی بنائی ہوئی ہر صورت کے بدلے ایک نفس پیدا کیا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا'' اس کے بعد فرمایا: اگر تو نے ضرور ہی بنانی ہے تو درخت کی اور ایسے شئے کی بنا جس کی روح نہ ہوتی ہو''۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ۔ شرح مسلم للنووی:93/14)

چوتھی دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

((ان اشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یشبهون بخلق اللّٰه))

''بے شک بروز قیامت سب سے زیادہ عذاب میں لوگ ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی شبیہیں بناتے ہوں گے''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما وطئ من التصاویر ۔ فتح الباری:387،386/10۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ۔ شرح مسلم للنووی:89/4)

پانچویں دلیل:

صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((ان النبی ﷺ لعن المصور))

''نبی ﷺ نے صورت بنانے والے پر لعنت فرمائی''۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب، کتاب اللباس باب من لعن المصور ۔ فتح الباری:393/10426/4)

چھٹی دلیل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من صور صورة فی الدنیا کلف یوم القیامة ان ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ))

''جس کسی نے دنیا میں ایک بھی صورت بنائی بروز قیامت اس کی ذمہ داری لگائی جائے گی کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہیں سکتا''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما وطئ من التصاویر ، فتح الباری 386/10، 387۔صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورت الحیوان۔شرح مسلم للنووی 89/4)

ساتویں دلیل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

((من اظلم ممن ذهب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرة، فلیخلقوا حبة، فلیخلقوا شعیرة))

''اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بنانا چاہتا ہے پس وہ ایک چیونٹی پیدا کر کے دکھائیں، پس وہ ایک دانہ گندم پیدا کر کے دکھائیں، پس وہ جو کا ایک دانہ پیدا کر کے دکھائیں؟

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب ،کتاب اللباس باب من لعن المصور ۔ فتح الباری 426/6، 393/10)

آٹھویں دلیل

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

((نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورة فی البیت ونهی ان یصنع ذلك))

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں صورت رکھنے اور اسے بنانے سے منع کیا ہے''۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہے)

نویں دلیل

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تخرج عنق من النار یوم القیامة لها عینان تبصران واذنان تسمعان ولسان ینطق یقول: انی وکلت بثلاثة بکل جبار عنید، وبکل من دعا مع اللہ الها آخر، وبالمصورین))

''بروز قیامت جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی اور دو کان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک زبان ہوگی جو بولے گی اور کہہ رہی ہوگی کہ میری ذمہ داری تین قسم کے افراد پر ہے: (۱) ہر ظالم سرکش پر۔ (۲) ہر اس شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ معبود کو پکارا۔ (۳) صورت بنانے والوں پر۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے)

دسویں دلیل

امام احمد رحمہ اللہ نے عاصم عن ابی وائل کے طریق سے روایت کی ہے وہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اشد الناس عذابا یوم القیامة رجل قتله نبی اور قتل نبیا وامام ضلالة، وممثل من المثلین))

''بروز قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب والا وہ شخص ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو اور گمراہی کا امام اور تمثیل بنانے والوں میں سے تمثیل بنانے والا۔ (یعنی تمثال، مورتی، بت، ان کی تصاویر اور شبیہ وغیرہ خواہ پتھر کی ہو لکڑی کی سونے یا چاندی کی تانبے یا پیتل کی پلاسٹک یا کاغذ یا کپڑے کی یا کسی بھی حسی شئے کی اسے تمثال اور تمثیل کہتے ہیں۔ مترجم)

(رواہ احمد فی مسندہ)

گیارہویں دلیل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تدخل الملائكة بيتاً فيه تماثيل او تصاوير))

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جن میں تماثیل (جمع تمثال یعنی مورتی ، بت ،ان کی تصویر اور شبیہ وغیرہ) ہوں یا تصاویر (یہ راوی کا شک ہے کہ تماثیل کہا یا تصاویر معنی ومفہوم کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں)اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((لاتدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا صورة)) ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو نہ ہی جس میں صورت ہو''۔

(مسلم كتاب اللباس باب تحريم تصوير صورت الحيوان ۔شرح مسلم للنووی 85/14)

بارہویں دلیل

معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں فرمایا:

کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزیں حرام قرار دیں اور ان میں تصاویر (صورتیں) بھی ذکر کیں''۔

(مسند احمد:101/4،طبرانی کبیر،طبرانی اوسط امام ہیثمی نے مجمع الزوائد:120/8 میں فرمایا:اس کے راوی ثقہ ہیں)

تیرہویں دلیل

ابوالہیاج الاسدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

((الا ابعثك على مابعثنى عليه رسول الله ان لا تدع صورة الا طمستها ولا قبرا مشرفا الا سويته))

''کیا میں تجھے اس کام پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ نے روانہ کیا کہ کوئی بھی تصویر نہ

چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر اسے برابر کر دینا۔

(مسلم كتاب الجنائز باب الامر بتسوية القبر۔شرح مسلم للنووی :36/7)

چودہویں دلیل

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم يكن يترك فی بيته شيئاً فيه تصاليب الا نقضه))

''کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی شئے نہ چھوڑتے جس میں صلیب کے نشانات ہوں مگر اسے توڑ ڈالتے''۔

(صحيح البخاری كتاب اللباس باب نقض الصور۔ محدث الکشمیہنی نے تصالیب کے بجائے تصاویر لکھا ہے)

مذکورہ تمام احادیث ہر روح والی شئے کی کسی بھی شکل میں صورت بنانے کی حرمت پر بہت ہی واضح ہیں اور ان کے حرام ہونے کی وجوہات میں سے چند یہ ہیں:

① صورت بنانے والے پر لعنت کی گئی جو اس فعل کے حرام ہونے کے علاوہ گناہ کبیرہ ہونے کی بھی دلیل ہے۔

② صورت بنانے والے کو بروز قیامت سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا یہ بھی اس فعل کے حرام ہونے کے علاوہ اس کے کبائر الکبائر ہونے کی دلیل بھی ہے اکبر الکبائر سے مراد وہ گناہ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے بھی بڑے ہوں۔

③ صورت بنانے والے کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے یہ بھی اس فعل (بت سازی، مجسمہ سازی، مورتی سازی، تصویر کشی، تصویر سازی، شبیہ سازی وغیرہ) کے حرام اور گناہ کبیرہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ظلم حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

④ اس فعل سے روکا گیا ہے یہ بھی اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے کیونکہ استثناء نہیں کیا گیا

⑤ فرشتوں کا اس گھر میں داخل نہ ہونا جس گھر میں کتا اور تصویر ہوں یہ بھی اس کے مطلقاً حرام ہونے کی دلیل ہے کیونکہ کتا رکھنے کے متعلق استثنائی صورتیں ہیں جبکہ تصویر کے متعلق ایسی کوئی بھی

استثنائی صورت نہیں ہے۔

کسی بھی حرام کام پر اس قدر وعیدیں نہیں آئیں جس قدر شدید وعیدیں صورت یا تماثیل یا تصویر سازی کے متعلق آئی ہیں امام نووی رحمہ اللہ (صحیح مسلم کی شرح 81/14) میں فرماتے ہیں: ہمارے ساتھی و دیگر علماء کہتے ہیں: ''کسی زندہ کی صورت بنانا حرام ہے بہت زیادہ حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے کیونکہ اس پر احادیث میں شدید وعید مذکور ہے۔

((دوسری فصل))

تماثیل (جمع تمثال یعنی مورتی، بت، تصویر، یا شبیہ وغیرہ) کا مطلقاً حرام ہونا:

نبی ﷺ کے فرامین سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صنعت اورفن مطلقاً حرام ہے اور یہ حرمت ہر طرح کی تماثیل اورتصاویرکوشامل ہےاس میں تمثال (مورتی، بت، شبیہ،صورت) وغیرہ کا کوئی فرق نہیں ہے خواہ یہ عبادت (پوجاپاٹ) کی غرض سے بنائی گئی ہوں یا سجاوٹ کے لئے یا تاریخی ورثہ کےطور پر یا کسی اورمقصدکی خاطر نیز چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں یا نئی ہوں یا پرانی ہوں مطلقاً حرام ہیں اوراس فن یا صنعت یا پیشے کا مذکورہ نصوص کے ذریعے مطلقاً حرام ہونا کئی طرح سے ثابت ہوتا ہے:

① لفظی عموم (یعنی الفاظ اورصیغوں کا عام ہونا) احادیث میں مذکورالفاظ اور صیغے ہر طرح کی تمثال اورصورت وتصویر پر مشتمل ہیں اس لفظی عموم کی وجوہات درج ذیل ہیں:

پہلی وجہ: فرمایا''من صور صورۃ ''یعنی''جس کسی نے ایک بھی صورت بنائی (ملاحظہ ہوچھٹی دلیل) یہاں لفظ''من ''عربی قواعد کی رو سے عموم کا صیغہ ہے۔

دوسری وجہ:

فرمایا''کل مصور فی النار ''یعنی صورت بنانے والا ہر شخص آگ میں جائے گا''(ملاحظہ ہوتیسری دلیل) اس میں لفظ کُل ہےاورعربی قواعد کی رو سے لفظ کل بھی صیغ عموم میں سے ہے۔

تیسری وجہ:

فرمایا''ان لاتدع صورۃ الا طمستھا ''یعنی کوئی بھی تصویر نہ چھوڑنا مگراسے مٹادینا۔اس میں لفظ ''صورۃ''عربی قواعد کی رو سے نکرہ ہےاور مذکورہ قواعد کے مطابق نکرہ جب سیاق نفی میں آئے تو عموم کا فائدہ دیتاہےاوریہاں بھی نکرہ سیاق نفی میں ہے۔

چوتھی وجہ:

فرمایا ''ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون ''یعنی'' بروز قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب صورت بنانے والوں کو ہوگا'' اس میں المصورون کے اوپر اَلْ (الف لام) استغراق کے لئے ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے ان دلائل کی روشنی میں ان احادیث کے الفاظ ہر طرح کی تصویر کو مشتمل ہوئے (مترجم کہتا ہے کہ نہ صرف تصاویر کو بلکہ ان تمام نشانات کو بھی جن کی پوجا کی جاتی ہے مثلاً صلیب کا نشان بلکہ دلیل نمبر 14 اس بات کی صریح دلیل ہے اور امام بخاری کا اس پر یہ باب باندھنا کہ ''باب نقض الصور'' یعنی' تصویریں توڑ ڈالنے کا بیان ،اس بات کی دلیل ہے کہ اس طرح کے نشانات بھی تماثیل اور تصاویر کے حکم میں ہیں داخل ہیں)

۲ معنوی عموم (یعنی معنوی وسعت ،فراخی) مذکورہ احادیث کے الفاظ اور صیغے اپنی معنویت اور معقولیت کے اعتبار سے تصاویر اور تماثیل کی تمام صورتوں کو شامل ہیں یعنی ان تمام تصاویر اور تماثیل کے حرام ہونے کی علتیں اور وجوہات یکساں ہیں اور شرعی نصوص میں غور کرنے سے تصاویر اور تماثیل کے مطلقاً حرام ہونے کی جو علتیں اور وجوہات معلوم ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

پہلی علت اور وجہ:

ان تصاویر اور تماثیل کو بنانا اللہ کے سوا خود انہی کی عبادت کا ذریعہ نیز ان کی تعظیم اور ان کی تعظیم میں غلو کا ذریعہ ہے اور انسانوں میں شرک کی ابتداء اسی طرح ہوئی جیسا کہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا لا وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا﴾ (نوح:23)

''اور انہوں (قوم نوح) نے کہا تم ہرگز ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور تم ہرگز ہرگز ود کو نہ چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ ہی نسر کو''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام ہیں جب وہ فوت ہوگئے شیطان نے ان کی قوم کی طرف وسوسہ ڈالا کہ جن جگہوں پر وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں بت گاڑلو اور ان بتوں کے

نام ان کے ناموں پر رکھ لو پھران بتوں کی عبادت نہ کی گئی حتی کہ یہ لوگ سب مر گئے اور علم بھی مٹ گیا پھران بتوں کی عبادت کی جانے لگی''۔(صحیح بخاری کتاب التفسیر)

جامع ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یجمع اللہ الناس یوم القیامة فی صعید واحد ثم یطلع علیهم رب العالمین فیقول الا یتبع کل انسان ما کانوا یعبدونه فیمثل لصاحب الصلیب صلیبه ولصاحب التصاویر تصاویره ولصاحب النار ناره فیتبعون ما کانوا یعبدون))

''اللہ تعالیٰ بروز قیامت انسانوں کو ایک ہی جگہ جمع کرے گا پھر رب العالمین انہیں جھانکے گا اور کہے گا کیا ہر ایک اپنے معبود کے پیچھے نہ ہو جائے پھر صلیب کے پجاری کے لئے صلیب کی مورتی بنائی جائے گی اور صورت کے پجاری کے لئے صورت کی مورتی بنائی جائے گی اور آگ کے پجاری کے لئے آگ کی مورتی بنائی جائے گی پھر وہ اپنے معبودوں کے پیچھے ہو جائیں گے''۔

ابن القیم رحمہ اللہ اغاثہ اللفہان 184/1 میں فرماتے ہیں: ''بہت سے سلف کا کہنا ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگ اور نیک لوگ تھے پھر جب وہ مر گئے تو وہ ان کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھ گئے پھر انہوں نے ان کی مورتیاں بنالیں پھران پر کافی عرصہ بیت گیا تو انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی''۔

نوح علیہ السلام کی قوم دو طرح کے فتنوں کا شکار ہوئی:

① قبروں کا فتنہ (واضح رہے قبروں سے مراد اونچی قبریں ہیں یا وہ قبریں جن پر مزارات یا مساجد تعمیر کی جاتیں یا مطلقاً وہ تمام قبریں جو بزرگ ہستیوں کی ہوتیں اور لوگ ان کی بے جا تعظیم کرتے خواہ وہ کچی اور برابر قبریں ہوتیں۔مترجم)

② تصویروں اور مورتیوں کا فتنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں انہی دو فتنوں کی طرف اشارہ کیا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کنیسے کا تذکرہ کیا جو انہوں نے حبشہ میں کی سرزمین پر دیکھا تھا اور اس کا نام ماریہ تھا پھر انہوں نے اس

کے اندر جو کچھ تصاویر دیکھی تھیں ان کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اولـئك قوم اذا مات فيهم العبدالصالح او الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور اولئك شرار الخلق عنداللّٰه تعالىٰ))

''جب ان لوگوں میں کوئی نیک بندہ یا آدمی فوت ہوجاتا وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے اور پھر اس مسجد میں وہ تصاویر بناتے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں''۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہی بعض روایات میں ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے حبشہ میں جو کنیسہ دیکھا تھا اس کا تذکرہ کیا۔

اس حدیث میں قبروں اور تصویروں دونوں کا ذکر ہے لات (قریش مکہ میں سے کفار کا بت) کی عبادت کی بھی یہی وجہ تھی جیسا کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ سفیان عن منصور عن مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَفَرَئَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی (النجم:19) ﴾ ''کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا''۔ مجاہد کہتے ہیں: لات ان (حاجیوں) کے لئے ستو گھولتا تھا جب وہ مر گیا تو وہ اس کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گئے ۔ایسے ہی ابوالجوزاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا''۔ان دلائل سے واضح ہوا کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر اور لات کی عبادت کا سبب یہی تھا کہ ان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی بے جا تعظیم کی گئی پھر ان کی تصویریں پھر ان کی مورتیاں بنائی گئیں پھر ان مورتیوں کے بت بنائے گئے اور بالآخر ان تمام تصویروں ،مورتیوں اور بتوں کی تعظیم عبادت سے بدل گئی اور ان کی عبادت کی جانے لگی جیسا کہ نبی ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا۔

ابن عربی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہماری شریعت میں تصویر سازی سے نہی کا سبب واللہ اعلم عربوں کی بت پرستی ہے وہ تصویریں بناتے اور ان کی عبادت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعے کو ختم کیا اور اس دروازے کو بند کر دیا اگر کہا جائے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صورت بنائی اللہ اسے عذاب دے گا حتی کہ وہ اس میں روح پھونک دے اور پھونک نہیں سکتا''۔ نیز فرمایا: ''بروز قیامت بدترین عذاب ان

لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی شبیہیں بناتے تھے''۔ان احادیث میں نبی ﷺ نے وہ سبب ذکر نہیں کیا جو تم نے کیا؟

تو ہم کہیں گے کہ:''نبی ﷺ نے تصویر سے روکا اور سبب اللہ کی مخلوق سے مشابہت بیان کیا تو اس سے یہ اور بھی واضح ہو گیا کہ سبب ان کی عبادت ہے گویا یہ تنبیہ ہے کہ تصویر بنانا ہی نافرمانی ہے اور اگر اس کی عبادت کی جانے لگے تو یہ کیا ہو سکتا ہے؟ نیز تفسیر کی کتابوں میں یغوث، یعوق، اور نسر کے متعلق آتا ہے کہ یہ انسان تھے پھر ان کی موت کے بعد ان کی تصویریں بنائی گئیں پھر ان کی عبادت کی جانے لگی نیز اسکندریہ کی وادیوں میں میں نے بذات خود مشاہدہ کیا ہے کہ جب ان میں سے کوئی مرجاتا وہ اس کی لکڑی سے خوبصورت مورتی بناتے ہیں اور اسے اس کے گھر میں بیٹھنے کی جگہ رکھ دیتے ہیں اگر مرد ہو تو اسے اس کے کپڑے پہناتے ہیں اور اگر عورت ہو تو اسے اس کے زیورات پہناتے ہیں اور پھر دروازہ بند کر دیتے ہیں پھر اگر ان میں سے کسی کو پریشانی ہو یا کوئی نئی مصیبت آئے تو وہ دروازہ کھول کر اس کے پاس بیٹھ کر روتا ہے اور اس سے سرگوشیاں کرتا ہے پھر خوب آنسو بہا کر اپنا غم ہلکا کر لیتا ہے تو دروازہ بند کر کے چلا جاتا ہے اور اگر کافی عرصہ بیت جائے تو دیگر بتوں کے ساتھ اس عبادت بھی شروع کر دیتے ہیں''۔(احکام القرآن:4/8-10)

دوسری علت اور وجہ:

ان تصویروں اور مورتیوں میں اللہ کی مخلوق کی مشابہت پائی جاتی ہے جیسا کہ چوتھی اور چھٹی اور ساتویں دلیل سے معلوم ہوتا ہے جن میں ہے کہ''جو اللہ کی مخلوق کی شبیہیں بناتے''نیز''اس کی ذمہ داری لگائی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے''نیز حدیث قدسی بھی گزری کہ''اس سے بڑا ظالم کون ہے جو مخلوق کی طرح مخلوق بنانا چاہے''۔یہ تمام احادیث پہلی فصل میں بیان کی جا چکی ہیں۔ہر طرح کی تصویر اور مورتی کے حرام ہونے کی یہ علت اور وجہ یعنی اللہ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت کا پایا جانا ایک ایسی علت اور وجہ ہے جو نہ تو منسوخ ہو سکتی ہے نہ زمان و مکان کے بدل جانے سے بدل سکتی ہے اور نہ ہی تصویروں اور مورتیوں کے چھوٹے بڑے اور مختلف طرح کی ہونے سے اس کی صحت پر کچھ فرق پڑتا ہے بلکہ یہ

علت ہر حال میں ثابت اور ظاہر رہتی ہے۔

ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تصویر اور صورتوں سے منع کرنے والے شرعی دلائل ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور جو انہیں کراہت پر محمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سلسلے میں شدید وعیدیں اس دور کے لئے تھیں کیونکہ اس دور میں بت بہت تھے جبکہ ہمارے اس دور کے لئے یہ وعیدیں اس لئے نہیں کہ اسلام پھیل چکا ہے اور اس کی بنیادیں گہری ہو چکی ہیں یا اسی طرح کی کوئی اور بات کرتا ہے تو اس کا یہ قول انتہائی بعید اور باطل ہے کیونکہ احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تصویر بنانے والوں کو بروز قیامت عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ ''تم نے جو پیدا کیا اسے زندگی دو'' اس حدیث میں بیان کردہ علت اس کے قول کی تردید کرتی ہے نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ اس علت کا ذکر کیا اور فرمایا ''اللہ کی مخلوق کی شبیہیں بنانے والے'' یہ علت عام ہے مستقل ہے یکساں ہے کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور ہمارے لئے جائز نہیں کہ کسی خیالی معنی کی بناء پر ایسے نصوص میں ہیر پھیر کریں جو ایک دوسرے کی تائید اور حمایت اور تاکید کرتے ہیں کیونکہ ممکن ہے وہ خیالی معنی مراد نہ ہو نیز علت کا بھی یہی تقاضا ہے جو کہ اللہ کی مخلوق سے مشابہت ہے۔(احکام القرآن 171/2)

تیسری علت اور وجہ:

ان تصویروں اور تمثیلوں میں مشرکین اور بت پرستوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے جبکہ کتب سنن وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من تشبه بقوم فهو منهم))

''جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا''۔(ابو داؤد وغیرہ)

چوتھی علت اور وجہ:

یہ تصاویر اور تماثیل فرشتوں کے آنے سے رکاوٹ ہیں جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں گزرا کہ ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں''۔

ان تمام علتوں اور وجوہات میں غور کرنے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تصاویر اور تماثیل اپنی تمام

صورتوں اورشکلوں میں ان احادیث کے حکم میں داخل ہیں چنانچہ اگر وہ عبادت کی غرض سے بنائی گئیں ہیں تو پہلی علت اور وجہ میں داخل ہیں جبکہ اس صورت میں ان میں بقیہ تین علتیں بھی پائی جاتی ہیں اور اگر عبادت کے سوا کسی اور مقصد کے تحت بنائی گئی ہوں تو پہلی علت اور وجہ کے سوا دیگر علتوں کے حکم میں داخل ہوتی ہیں خلاصہ یہ کہ ہر صورت اور ہر حال میں وہ حرام ہیں۔

③ رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل:

اس سلسلے میں اگر رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور آپ کے طریقہ کار اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ تمام قسم کی تصاویر اور مورتیاں حرام ہیں جیسا کہ درج ذیل ہے:

1 متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ جن تصویروں اور مورتیوں کو پوجا جاتا تھا نبی ﷺ نے انہیں مٹانے اور توڑ ڈالنے کے احکامات جاری کئے اور اس عمل پر باقاعدہ افراد متعین کئے جیسا کہ تیسری فصل میں آئے گا۔

2 جن تصویروں اور مورتیوں کو پوجا نہیں جاتا تھا ان کے متعلق اسوہ حسنہ درج ذیل ہے:

❀ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتـانـی جبریل فقال انی کنت اتیتك البارحة فلم یمنعنی ان اکون دخلت علیك البیـت الـذی کـنت فیه الا انه کان فی باب البیت تمثال الرجال و کان فی البیت قـرام ستـر فیـه تـمـاثیـل و کـان فـی البیت کلب ، فمر برأس التمثال الذی بالباب فـلیـقطع فلیصیر کهیئة الشجرة و مر بالستر فلیقطع و یجعل منه و سادتین منتبذتین یو طآن ، و مر بالکلب فیخرج ففعل رسول اللّٰه ﷺ))

''میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے میں گذشتہ رات آپ سے ملنے آیا تھا لیکن میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آیا کہ آپ جس گھر میں تھے اس کے دروازے پر مردوں کی (تصویریں) تمثیلیں تھیں اور گھر میں ایک رنگین پردہ تھا جس میں تماثیل بنی ہوئی تھیں اور گھر میں کتا تھا لہٰذا آپ دروازے پر جو تمثیلیں ہیں ان کا سر کاٹنے کا حکم دیں تاکہ وہ درخت کی سی

ہو جائیں اور پردے کو کاٹنے کا حکم دیں اور اس کے دو تکیے بنا لیے جائیں جنہیں پھینکا اور روندا جائے اور کتے کو نکالنے کا حکم دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا کر لیا''۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجامع باب التماثیل وماجاء فیہ:339/10 حدیث نمبر19488۔مسند احمد مع الفتح الربانی:280/17۔ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الصور عون المعبود:213/1۔ترمذی کتاب الادب والصلة باب ماجاء ان الملائکة لاتدخل بیتا فیه صورة ولا کلب تحفة الاحوذی:90/8 امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

نبی ﷺ کے گھر میں موجود یہ تصاویر عبادت اور پوجا کے لئے نہ تھیں اور اس سلسلے میں کوئی بھی مسلمان شک نہیں کر سکتا اس کے باوجود جبریل علیہ السلام نے ان تصاویر کو ختم کرنے کا حکم دیا۔

❀ نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس پردے کی بناء پر ناراض ہوئے تھے جس میں تصویریں تھیں اور اس پردے کو پھاڑ ڈالا تھا جیسا کہ آگے تفصیل سے آئے گا اور کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ پردہ عبادت اور پوجا کے لئے تھا۔

((تیسری فصل))

تصویروں اور مورتیوں کو ختم کر دینا واجب ہے

سابقہ دو فصلوں میں پیش کردہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ تصویریں اور مورتیاں شدید حرام ہیں کیونکہ ان کے متعلق شدید ترین وعیدیں آئی ہیں لہٰذا جس قدر ان کی حرمت شدید ہے اسی قدر انہیں مٹانا اور ختم کرنا بھی ضروری ہوا تاکہ ان کے نقصانات سے مکمل طور پر بچا جا سکے اس کے بے شمار دلائل ہیں بلکہ اسلام ان بتوں کو مٹانے اور توحید کا ڈنکا بجانے ہی تو آیا ہے اس سلسلے کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے کہا تھا:

﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ، فَرَاغَ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ، مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ، فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًام بِالْيَمِيْنِ﴾

''اور اللہ کی قسم میں ضرور بالضرور تمہارے بتوں کے ساتھ مکر کروں گا جبکہ تم واپس چلے جاؤ گے پھر وہ ان کے معبودوں کی طرف آیا اور کہا کیا تم کھاتے نہیں؟ تمہیں کیا ہوا تم بات نہیں کرتے پھر وہ ان پر اپنے داہنے ہاتھ سے ضربیں لگانے لگا''۔

ابراہیم علیہ السلام بے سروسامانی کے باوجود اپنی قوم کے بتوں اور ان کے معبودوں کو توڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَه......اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ﴾''

البتہ تحقیق تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں میں ان امور میں بہترین نمونہ زندگی ہے......سوائے ابراہیم کے اپنے والد کے اس قول کے کہ میں آپ کے لئے ضرور بخشش طلب کروں گا''۔

ابن جریر رحمہ اللہ اپنی تفسیر 62/28 میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ان امور میں بہترین نمونہ زندگی ہے جنہیں ہم نے ذکر کیا یعنی کفار سے الگ رہنا ان سے دشمنی رکھنا اور ان سے دوستیاں ختم کردینا۔ البتہ ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کہ ''میں تیرے لئے بخشش طلب کروں گا'' میں تمہارے لئے نمونہ زندگی نہیں ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے افعال واقوال سے صرف ایک بات کو مستثنیٰ کیا جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے بتوں کو توڑ ڈالنا ہمارے لئے قابل اتباع نمونہ زندگی ہے۔

دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا(الاسراء:81)﴾

''اور آپ کہہ دیجئے کہ حق آ چکا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگتا ہی ہے''۔

صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اس کے اردگرد 360 بت نصب تھے تو آپ اپنے ہاتھ میں موجود ایک لکڑی انہیں مارتے اور فرماتے حق آ چکا اور باطل بھاگ گیا...... الخ۔ نیز امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر 314/10 میں فرماتے ہیں: ''اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب بتوں پر غلبہ حاصل ہو جائے تو انہیں توڑنا چاہئے۔

تیسری دلیل:

وہ بچھڑا جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بنایا تھا اور اس کی عبادت شروع کردی تھی موسیٰ علیہ السلام نے اس کے متعلق فرمایا:

﴿ وَ انْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىْ ظَلَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا(طٰه:97)﴾

''اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس پر تو مجاور بن کر بیٹھا رہا ہم اسے جلا ڈالیں گے پھر ہم اسے دریا

میں پگھلا دیں گے''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (انعام:90) ﴾

''ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی تو آپ ان کی ہدایت پر چلیں''۔

چوتھی دلیل:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جاہلیت کے بتوں کو نہ صرف اپنے ہاتھوں سے مٹایا بلکہ ان کے مٹانے پر افراد روانہ کئے جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے چند احادیث درج ذیل ہیں:

① صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے اردگرد بتوں کو توڑ دیا تھا۔

② صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ یمن میں ذوالخلصہ نامی بت توڑنے بھیجا تھا۔

③ سنن نسائی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وادی نخلہ کی طرف عزی کا بت توڑنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

④ طبقات ابن سعد وغیرہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو طائف کی طرف لات کا بت توڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

⑤ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فلس (بنو طے کے بت کا نام ہے) کو توڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

⑥ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سواع نامی بت توڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

⑦ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ دوس کا بت ذوالکفین کو توڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

⑧ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی ﷺ نے سعد بن زید کو مشلل کی جانب مناۃ کا بت توڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

پانچویں دلیل:

صحیح مسلم میں عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کو کس شئے کے ساتھ بھیجا ہے تو آپ نے فرمایا:

((أرسلنی بصلة الارحام و کسر الاوثان وان یوحد اللّٰه لا یشرك به شیء))

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس چیز کے ساتھ بھیجا ہے کہ رشتہ داری جوڑی جائے اور بتوں کو توڑا جائے اور اللہ کی توحید بیان کی جائے اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا جائے''۔

چھٹی دلیل:

صحیح مسلم وغیرہ میں ابوالہیاج الاسدی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے اس کام پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا:

((ان لاتدع تمثالا الا طمسته و لا قبرا مشرفا الا سویته))

''کہ تو کوئی مورتی نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور نہ ہی کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر اسے برابر کر دینا''۔

اس متن میں لفظ تمثال نکرہ ہے اور سیاق نفی میں ہے جو کہ عموم کا فائدہ دینے کی بناء پر تمام طرح کی تصاویر اور مورتیوں کو شامل ہے۔

ساتویں دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میں نے ایک رنگین پردہ لگایا ہوا تھا جس میں تصویر بنی تھی آپ کا رنگ متغیر ہو گیا آپ نے اسے نوچ لیا اور فرمایا:

((ان من اشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یشبهون بخلق اللّٰه))

''بروز قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی شبیہیں

بناتے ہونگے''۔

آٹھویں دلیل:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے میں گذشتہ رات آپ سے ملنے آیا تھا لیکن میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آیا کہ آپ جس گھر میں تھے اس گھر کے دروازے پر مردوں کی تصویریں تھیں اور گھر میں ایک رنگین پردہ تھا جس میں تماثیل (تصویریں) تھیں اور گھر میں کتا تھا لہٰذا آپ دروازے پر جو تصویریں ہیں ان کا سر کاٹنے کا حکم دیں تاکہ کہ وہ درخت کی سی ہو جائیں اور پردے کو کاٹنے کا حکم دیں اور اس کے دو تکیے بنا لئے جائیں جنہیں پھینکا اور روندا جائے اور کتے کو نکالنے کا حکم دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرلیا''۔(ترمذی،ابو داؤد)

نویں دلیل:

اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہوا تو میں نے بیت اللہ میں تصویر دیکھی تو آپ نے مجھے حکم دیا میں آپ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا تو آپ اس تصویر پر پانی کے چھپکے مارتے اور فرماتے: ((قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون)) ''اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے''۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب العقیقۃ باب فی المصورین وماجاء فیھم:484/8۔ابو داؤد الطیالسی ص:7حدیث نمبر:623۔طبرانی کبیر:166/1حدیث نمبر:407۔امام ہیثمی مجمع الزوائد173/5میں فرماتے ہیں:اس کی سند میں خالد بن یزید العمری ہے جسے میں نہیں جانتا اور اس کے باقی رواۃ ثقہ ہیں اور امام سیوطی نے اسے جامع الصغیر رقم:5996میں صحیح کہا ہے اور امام مناوی نے فیض القدیر:466/4میں ان کا تعاقب نہیں کیا ہے نیز علامہ الالبانی نے اسے صحیح الجامع الصغیر رقم:4128میں صحیح کہا ہے اور اسے بیہقی کی شعب الایمان اور ضیاء المقدسی کی المختارہ کی طرف منسوب کیا ہے)

دسویں دلیل:

ابو محمد الہذلی سے روایت ہے وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے کہ فرمایا:

((ایکم ینطلق الی المدینة فلا یدع بھا وثناً الا کسرہ ولا قبراً الا سواہ ولا صورة

الا لطخها))

''تم میں کون ہے جو مدینہ جائے اور وہاں بت توڑ ڈالے اور ہر قبر برابر کردے اور ہر تصویر مٹادے ۔(علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں یارسول اللہ......پھر وہ گئے اور واپس آئے اور کہا: یا رسول اللہ میں نے وہاں ہر بت توڑ دیا اور ہر قبر برابر کردی اور ہر تصویر مٹادی ہے''۔

(ابوداؤد الطیالسی: 16۔مسند احمد: 87/1۔امام ہیثمی رحمہ اللہ مجمع الزوائد 172/5 میں فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں صحیح بخاری میں اس حدیث کا ایک جزء موجود ہے اسے امام احمد اور ان کے بیٹے نے روایت کیا ہے اور اس میں ابومحمد الہذلی ہے اس کا نام ابومورع بھی ذکر کیا جاتا ہے میں کسی کو نہیں پاتا جو اسے ثقہ قرار دیتا ہو اور ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے اور کسی نے بھی اسے ضعیف نہیں کہا ہے اور اس حدیث کے باقی رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ ہیں: اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ''جس شخص نے دوبارہ اس صنعت (فن) کو اختیار کیا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا''۔فتح الباری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیامة 384/10)

گیارہویں دلیل:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ایسی کوئی شئے نہ چھوڑتے جس میں صلیب کے نشانات ہوتے مگر اسے توڑ ڈالتے''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس باب نقض الصور۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: باب نقض الصور یعنی تصویریں توڑ دینے کا بیان)

بارہویں دلیل:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((والذی نفسی بیده لیوشکن ان ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احدا))

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور بالضرور عنقریب ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے آئیں گے پھر صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال عام ہوجائے گا حتی کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔(بخاری ومسلم)

ان تمام دلائل سے واضح ہوگیا کہ بت اور مورتیاں اور تصویریں اور قبریں خواہ ان کی عبادت کی جاتی ہو یانہیں اور ہر وہ شیئ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اسے توڑ دینا، مٹا دینا، امر شرعی ہے شریعت اس کی ترغیب دیتی ہے جیسا کہ درج ذیل امور سے ظاہر ہے:

① نبی علیہ السلام کا اپنا طرز عمل کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے بتوں کو توڑ ڈالا نیز تصویریں بھی مٹا دیں۔

② آپ ﷺ نے دیگر بتوں کو توڑنے اور تصویروں کو مٹانے اور قبروں کو برابر کر دینے کے لئے مختلف افراد اور قافلے روانہ کئے۔

③ آپ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بت توڑ دینے کا عام حکم دیا۔

④ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد بتوں کو توڑنا بتایا۔

⑤ آپ ﷺ نے ان تصاویر کو نوچ ڈالا جو آپ کے گھر میں تھیں جبکہ ان کی عبادت بھی نہ کی جاتی تھی۔

((چوتھی فصل))

اس سلسلے میں اہل علم کے اقوال اور نظریات

صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال:

① عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک تابوت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جس پر تصویریں تھیں تو آپ نے انہیں کھرچ دینے کا حکم دیا۔(مصنف ابن ابی شیبۃ)

② ایک شخص نے کھانا تیار کیا اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا گھر میں تصویر ہے اس نے کہا جی ہاں چنانچہ انہوں نے گھر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا حتی کہ اس تصویر کو توڑا گیا پھر وہ گھر میں داخل ہوئے۔(سنن بھیقی)

③ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عبادت کے لئے گئے انہوں نے ریشمی لباس پہنا ہوا تھا مسور بن مخرمہ نے کہا اے ابن عباس یہ کون سا کپڑا ہے۔ابن عباس نے کہا: اس میں کیا ہے انہوں نے کہا ریشمی ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ان لوگوں کے لئے حرام ہے جو اس میں تکبر کریں۔انہوں نے کہا: دروازے پر تصاویر کیسی ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی حرج نہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ میں نے انہیں آگ سے جلا ڈالا ہے۔پھر جب مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ چلے گئے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے یہ کپڑا اتار لو اور دروازے پر یہ جو تصویریں ہیں ان کے سر کاٹ ڈالو پھر آپ نے انہیں کٹوا ڈالا۔(مسند احمد)

④ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فارسیوں کا جو بھی بت دیکھتے اسے توڑ دیتے اور جو بھی آگ دیکھتے اسے بجھا دیتے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ)

⑤ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ کو لکھا کہ وہ جو بھی بنی ہوئی تصاویر دیکھیں انہیں مٹا ڈالیں۔(رواہ ابو الشیخ)

علماء احناف رحمہم اللہ کے اقوال:

① امام سرخسی نے فرمایا: ''اگر مال غنیمت میں سونے یا چاندی کی صلیب یا مورتیاں یا ایسے درہم ودینار ہوں جن میں تصاویر ہوں تو امام کے لئے ضروری ہے کہ ان سب کو توڑ ڈالے''۔(الشرح الکبیر 1052/3)

② ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا علماء فرماتے ہیں: ''تصویر حرام ہے اور اسے مٹانا واجب ہے اس طرح کہ اس کے مشاہدے کے لئے بیٹھنا جائز نہیں ہے''۔(مرقاۃ المفاتیح 177/4)

③ فتاویٰ ہندیہ 216/2 میں ہے: ''اگر مال غنیمت میں سونے یا چاندی کے ایسے ہار ہوں جن میں صلیب یا تصاویر بنی ہوں تو تقسیم سے قبل انہیں توڑ دینا مستحب ہے''۔

علماء مالکیہ رحمہم اللہ کے اقوال:

① امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس آیت میں بتوں پر غالب ہوجانے کے بعد انہیں توڑ دینے کی دلیل ہے''۔(تفسیر قرطبی 314/10)

② نیز امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ہم نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کو دیکھتے ہوئے کی ہے فرمایا: اللہ کی قسم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے پھر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کردیں گے اور نوجوان اونٹنیاں ایسے ہی چھوڑ دی جائی گی ان کے حصول کی کوشش نہ کی جائے گی (متفق علیہ)۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پردے کو نوچ ڈالنا جس میں تصویریں تھیں بھی اس بات کی دلیل ہے کہ تصویروں اور غافل کردینے والی اشیاء کو بگاڑ دینا چاہیئے اور انہیں بنانا منع ہے اور ان کے مالک پر لازم ہے کہ انہیں متنبہ کردے کیونکہ ان تصویر والوں کو بروز قیامت عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے زندگی دو۔

② امام خرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب ناقوس بجانا ظاہر ہو (جو کہ ایک لکڑی ہے جس کی آواز ہوتی ہے وہ اپنی نماز کے لئے جمع ہونے کے لئے اسے بجاتے ہیں) تو اسے توڑ دیا اور بدل دیا جائے گا اور اسے توڑنے والے کے ذمے کچھ نہیں ہے اور صلیب بھی اسی طرح ہے جب وہ اسے اپنی عیدوں

اور دعاؤں میں ظاہر کریں''۔(شرح مختصر خليل:150/3)

علماء شافعیہ رحمہم اللہ کے اقوال:

① عز بن عبد السلام رحمہ اللہ نے کہا:''جہاد میں اللہ کے حقوق: کفر کو ختم کرنا اور کفار کے دلوں اور زبانوں سے مٹا دینا اور ان کے کنیسوں کو تباہ کر دینا اور ان کی صلیبوں اور بتوں کو توڑ ڈالنا''۔(قواعد الاحكام:156/1)

② ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا:''جو شخص قدرت رکھتا ہو اس پر بتوں اور صلیب اور غافل کر دینے والے آلات اور حرام برتنوں کو توڑ دینے میں کچھ بھی نہیں کیونکہ ایسا کرنا اس پر واجب ہے''۔(تحفة المحتاج:29/6)

③ زکریا الانصاری رحمہ اللہ نے کہا:''جو بت توڑنے پر قادر ہو اس پر ایسا کرنا لازم ہے''۔(أسنى المطالب:346/2)

علماء حنابلہ رحمہم اللہ ے اقوال:

① ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:''آنکھیں اور تصویریں مٹانا جائز ہے جس طرح ان بتوں کو ختم کرنا جائز ہے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو کیونکہ یہ تمام تصویر منکر ہیں اور اگر یہ پتھر یا لکڑی وغیرہ کی ہوں تو انہیں توڑنا اور جلانا بھی جائز ہے''۔(الطرق الحكمية)

نیز فرماتے ہیں:''ابو الہیاج الاسدی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے اس کام پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا کہ میں ہر تصویر مٹا ڈالوں اور ہر اونچی قبر برابر کر دوں'' (مسلم)

یہ دلیل ہے کہ تصویر کسی بھی شئے میں ہو مٹا دی جائیگی اور اونچی قبر گرا دی جائیں گی اگر چہ وہ پتھر یا ٹائل یا کچی اینٹ کی ہو۔مروزی رحمہ اللہ نے کہا:''میں نے احمد رحمہ اللہ سے کہا ایک شخص کرایے پر گھر لیتا ہے پھر اس میں تصویریں دیکھتا ہے آپ کے خیال میں وہ اسے مٹا دے؟ انہوں نے کہا: ہاں اور ان کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

گھر میں تصویر دیکھی تو داخل نہ ہوئے حتی کہ اس کے متعلق حکم دیا لہٰذا اسے مٹا دیا گیا۔ اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ گھر میں ایسی کوئی شئے چھوڑتے جس میں صلیب کے نشان ہوتے مگر اسے توڑ دیتے نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابن مریم ضرور ایک عادل حاکم بن کر آئیں گے اور صلیب توڑیں گے اور خنزیر قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے"۔

اللہ کے تمام رسول ابراہیم، موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام اور خاتم المرسلین محمد ﷺ حرام کو مٹانے اور اسے کلی طور پر ختم کرنے آئے تھے ایسے ہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کیا چنانچہ جو ان کے خلاف کچھ کرے یا کہے اس کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔

نیز روضۃ المحبین میں فرماتے ہیں: "درحقیقت اللہ نے اپنے رسولوں کو بتوں کو توڑنے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کے لئے بھیجا ہے"۔(روضۃ المحبین ص:481)

② علامہ بہوتی فرماتے ہیں: "نص کی روشنی میں صلیب توڑ دینی چاہئیے اور خنزیر کو قتل کر دینا چاہئیے"۔(دقائق اولی النھی:647/1۔ کشف القناع:76/3)

③ علامہ مرداوی فرماتے ہیں: "شیخ موفق کا قول کہ" جو بانسری یا ستار (باجا) یا صلیب یا سونے یا چاندی یا شراب کا برتن توڑ دے اس کے ذمے کچھ بھی نہیں ہے" ایسے ہی عود (ایک قسم کا باجا) یا طبلہ یا نرد (ایک قسم کا کھیل جیسے لیڈو یا ڈرافٹ یا شطرنج کی بساط) یا جادوئی آلہ یا علم نجوم کا زائچہ یا خیالی تصویریں یا بت مورتیاں توڑیں اس پر بھی کچھ نہیں"۔(الانصاف:248/6)

علماء ظاہریہ کے اقوال:

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: "جس نے چاندی یا سونے کا برتن توڑ دیا اس پر کچھ نہیں بلکہ اس نے اچھا کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے روکا ہے ایسے ہی جس نے صلیب توڑ ڈالی"۔

(المحلیٰ:338/11)

نیز فرماتے ہیں: "مذکورہ برتنوں اور صلیبوں اور بتوں میں اصل توڑ دینا ہے"۔(المحلیٰ:338/11)

((دوسرا باب))

گمراہ علماء کے شبہات (جنہیں وہ دلائل کہتے ہیں) کا ردّ

((پہلی فصل)) پہلا شبہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے مفتوحہ شہروں میں تماثیل (مورتیاں، بت، ان کی تصاویر و شبیہ وغیرہ) کو رہنے دیا تھا

بعض گمراہ علماء بدھا کے ان بتوں پر روتے ہوئے واویلا کرتے ہیں کہ یہ دور جاہلیت کے بت تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے انہیں رہنے دیا تھا لہذا انہیں چھوڑ دینا چاہئیے ۔اس شبے کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ:''مسلمانوں نے جن علاقوں کو فتح کیا ان میں موجود تصاویر اور تماثیل کو انہوں نے مٹا دیا تھا اور جو مسلمان بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت سے واقف ہو وہ اس میں بالکل شک نہیں کر سکتا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم توحید پرست تھے اور شرک اور مشرکین سے نفرت کرتے تھے اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر تھے اور نبی علیہ السلام اپنی زندگی میں ہی انہیں بت توڑنے اور مٹانے کے لئے روانہ کر چکے تھے چنانچہ یہ ضروری ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہو اور توحید کا پرچار کیا ہو لہذا ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروں بت اور جھوٹے معبودوں کو ان تمام شہروں میں تباہ کر ڈالا تھا جنہیں انہوں نے فتح کیا تھا بلکہ انہوں نے ان کی کتابیں تک تلف کر ڈالی تھیں جیسا کہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے'' مقدمہ ابن خلدون''ص:480 میں ذکر کیا ہے کہ:''جب فارس کی سرزمین فتح کی گئی اور انہوں نے اس میں بہت سی کتابیں پائیں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں اہمیت دی جائے اور مسلمانوں کے لئے ترجمہ کی جائیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ انہیں پانی میں پھینک دیں کیونکہ اگر ان میں ہدایت ہے تو اللہ نے ہمیں ان سے زیادہ ہدایت دے رکھی ہے اور اگر ان میں گمراہی ہے تو اللہ نے ہمیں اس سے بے پرواہ کر دیا چنانچہ انہوں نے ان کو پانی یا آگ میں پھینک دیا اور انہی کتابوں میں فارسیوں کے سارے علوم ختم ہو گئے چہ جائیکہ وہ ہم تک پہنچتے''۔جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان کی کتابوں کے ساتھ یہ طرز عمل رہا تو ان کے جھوٹے معبودوں کے

ساتھ کیا رہا ہوگا؟؟؟!!لیکن یہ گمراہ علماء بدھا کے ان بتوں کو انسانی ورثہ قرار دیتے ہیں جن کی حفاظت کی جانی چاہئیے اللہ ان جھوٹوں کو رسوا کرے۔افغانستان میں بدھا کے بت ہوں یا مصر میں فرعونوں کے بت ہوں وہ سب کے سب عربوں کے بتوں لات،منات،عزیٰ ہی کی طرح ہیں دور جاہلیت کے معبودوں کو مسلمانوں نے توڑ ڈالا تھا جبکہ دور جاہلیت میں وہ ان کی عبادت کرتے رہے تھے تو کیا وہ لات عزیٰ کے توڑے جانے پر روئے تھے؟؟!! ۔رہے وہ بت جنہیں مسلمانوں نے اپنے مفتوحہ شہروں میں چھوڑ دیا تھا وہ تین قسم کے تھے:

① اس طرح کے جو بت اور تصاویر ان کے گرجوں اور عبادت خانوں کے اندر تھیں ان پر صلح کی گئی تھی اور اس شرط پر انہیں چھوڑ دیا گیا تھا کہ انہیں ظاہر نہ کیا جائے گا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ذمیوں سے جو شروط طے کی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ: ہم اپنے ناقوس اپنے کنیسوں کے اندر ہلکی آواز میں بجائیں گے اور ہم صلیب کو ظاہر نہ کریں گے......اور ہم صلیب یا کتاب کو باہر مسلمانوں کے بازاروں میں نہ نکالیں گے۔علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (احکام اہل الذمہ:719/2) میں ''صلیب کو ظاہر نہ کریں گے'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''چونکہ صلیب کفر کے ظاہری اشعار میں سے ہے اس لئے انہیں اس کا اظہار کرنے سے منع کیا گیا تھا امام احمد اپنے والد حنبل کی روایت میں کہتے ہیں:اور وہ صلیب بلند نہیں کریں گے اور نہ ہی خنزیر کو ظاہر کریں گے اور نہ آگ اٹھائیں گے اور نہ شراب ظاہر کریں گے اور حاکم انہیں اس سے روکے گا''۔

عبدالرزاق کہتے ہیں ہمیں معمر نے میمون بن مہرا سے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ:عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا کہ:شام میں عیسائیوں کو روکا جائے کہ وہ ناقوس بجائیں اور وہ اپنے گرجوں کے اوپر صلیب نہ لگائیں اور اگر اس حکم کے پہنچنے کے بعد بھی کسی نے ایسا کیا تو اس سے چھینا ہوا مال اس کا ہوگا جو اسے اس سے چھینے گا۔اور صلیب کو ظاہر کرنا بتوں کو ظاہر کرنے کی طرح ہے کیونکہ صلیب عیسائیوں کی معبود ہے جیسا کہ بت ان کے بڑوں (پادریوں وغیرہ) کے معبود ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں صلیب کے پجاری کہا جاتا ہے چنانچہ وہ اپنے گرجوں کے دروازوں اور دیواروں کے باہر صلیب ظاہر

نہیں کر سکتے تھے اور اگر وہ اندر رہ کر نقش بناتے تو انہیں کچھ نہیں کہا جاتا تھا۔(احکام اهل الذمة 719/2)

② دوسری قسم: یہ بت اس قدر مضبوط اور پختہ ہوں گے کہ انہیں گرانا اور مٹانا انتہائی مشکل ہو مثلاً پہاڑوں اور چٹانوں میں تراشے گئے دیوہیکل بت جنہیں مٹانے اور بگاڑنے سے وہ عاجز رہے ہوں ۔ابن خلدون المقدمہ ص:383 میں ذکر کرتے ہیں کہ:''وہ بڑے بڑے مجسمے جنہیں مستقل طور پر کسی ایک حکومت نے نہیں بنایا بلکہ کئی ادوار میں انہیں مکمل کیا گیا حتی کہ مکمل ہونے پر ان کے سامنے نظریں گھوم جاتیں کہتے ہیں اس طرح کے مجسموں کے متعلق ہمیں بہت سے آثار ملتے ہیں کہ کئی حکومتوں نے انہیں گرانے اور مٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہیں حالانکہ گرانا بنانے سے آسان ہے سے کے بعد اس کی دو مثالیں پیش کرتے ہیں کہ:

① رشید نے ایوان کسریٰ کو تباہ کرنے کا عزم کیا اور اسے تباہ کرنا شروع کیا کئی لوگوں اور کلہاڑوں کو جمع کیا اور اسے آگ سے پھونک ڈالا حتی کہ اس پر سرکہ بہایا لیکن ناکام رہا۔

② مامون نے اہرام مصر گرانے چاہے بہت سے مزدور جمع کئے لیکن نہ کرسکا (واضح رہے کہ اس دور کے حساب سے یہ کام کافی مشکل تھا لیکن آج کل ایسے کیمیائی اجزاء موجود ہیں جن کے ذریعے یہ کام منٹوں میں کیا جاسکتا ہے)

③ وہ تماثیل جو یا تو زمین کے نیچے چھپی ہوئی تھیں یا ریت سے ڈھک گئی تھیں اور جب فتوحات کا زمانہ گزر گیا اس وقت وہ دریافت ہوئیں مثلاً مصر میں فرعون کے مقبرے ۔ابوسمبل کا معبد جو کہ فرعونوں کے معبدوں میں سب سے بڑا ہے وہ اپنے بتوں اور تصویروں سمیت ریت میں ڈھکا ہوا تھا اور تقریباً ایک صدی یا آدھی صدی قبل دریافت ہوا ہے ایسے ہی مصری میوزیم میں موجود اکثر بت بھی ماضی قریب میں ہی دریافت ہوئے نیز مقریزی (وفات845) نے الخطط :122/1 میں ذکر کیا ہے کہ ابوالہول (اس کے وقت میں ریت میں دھنسا ہوا تھا سوائے سر اور گردن کے جبکہ آج وہ مکمل ظاہر ہے نیز زرکلی سے پوچھا گیا کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اہرام مصر اور ابوالہول کا مجسمہ وغیرہ دیکھا تھا جب وہ مصر آئے تو انہوں نے جواب دیا: اس وقت ان میں اکثر اور خاص طور پر ابوالہول ریت میں دھنسا ہوا تھا۔(شبہ

جزیرۃ العرب1188/4)

چنانچہ مطلق طور پر یہ کہہ دینا کہ خیرالقرون میں اس طرح کے بتوں کو چھوڑ دیا گیا تھا درست نہیں ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ توحید اور توحید کے شعائر کو پھیلانے اور شرک کے اسباب کو مٹانے پر سب سے زیادہ حریص تھے۔

((دوسری فصل))

دوسرا شبہ کہ صرف وہ تماثیل (بت، مورتی، ان کی تصویر، شبیہ وغیرہ) حرام ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہیں یہ شبہ بھی کئی وجوہات کی بناء پر باطل اور مردود ہے

پہلی وجہ:

پہلے باب کی دوسری فصل میں ہم تفصیل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ تماثیل کو حرام قرار دینے والی احادیث عام ہیں اور ان تمام تماثیل اور تصاویر کو شامل ہیں جو عبادت کے لئے بنائی گئی ہوں یا کسی اور غرض سے اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس عموم کا تعلق احادیث کے الفاظ اور معانی دونوں کے ساتھ ہے چنانچہ جو ان احادیث کو ان تماثیل یا تصاویر کے ساتھ خاص کرے جن کی پوجا کی جاتی ہو تو اسے اس کی دلیل پیش کرنا ہوگی لہٰذا ایک بار پھر ہمارے پیش کردہ دلائل ملاحظہ کر لئے جائیں۔

دوسری وجہ:

اگر اس اعتراض اور شبہ کو قبول بھی کر لیا جائے تب بھی تمام طرح کی مورتیاں اور تصاویر حرام قرار پائیں گی کیونکہ سد ذرائع کا اصول اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے خاص طور پر جب معاملہ توحید اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات بابرکات کا ہو چنانچہ اس اصول کی رو سے بھی یہ مورتیاں اور تصاویر حرام قرار پائیں گی۔

تیسری وجہ:

جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد کے حوالے سے ہم پہلے بھی یہ حدیث نقل کر آئے ہیں کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل نہیں ہوئے تھے اور اس کی تین وجوہات تھیں:

① دروازے پر تصویریں تھیں۔

② پردے پر تصاویر تھیں۔

③ گھر میں کتا تھا۔

چنانچہ جبریل علیہ السلام نے ان تمام کو ختم کرنے اور کتے کو نکالنے کا حکم دیا پھر داخل ہوئے اور کوئی بھی مسلمان یہ تصور تک نہیں کرسکتا کہ نبی ﷺ کے گھر میں موجود یہ تماثیل اور تصاویر عبادت کی غرض سے تھیں اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کر بھی دے تو یقیناً ایسا شخص اسلام سے خارج قرار پائے گا والعیاذ باللہ۔ اب صرف ایک صورت بچی کہ تصویر کسی بھی غرض سے ہو اسے مٹا دینا اور توڑ دینا ضروری ہے۔

چوتھی وجہ:

بدھا کے بت جنہیں طالبان نے تباہ کیا اور جن کے توڑے جانے پر گمراہ اور علماء سوء تڑپ اٹھے ہیں وہ محض بت یا مجسمے نہ تھے بلکہ ان کی باقاعدہ پوجا کی جاتی تھی جیسا کہ ساری دنیا میں بدھے بودھا کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں اس کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں اور بدھ مت کو اپنا دین قرار دیتے ہیں اور پوری دنیا خاص طور پر چین، جاپان، نیپال، ہندوستان اور سیلون (سری لنکا) وغیرہ ممالک میں 60 ملین سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔(الموسوعة الميسرة 772/2)

اوران کے بدھا کے بت مقدس ہیں اوران کے معبود ہیں اس کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ توڑے جانے پر وہ غضبناک ہوگئے بلکہ انتقاماً انہوں نے مصحف کو بھی پھاڑ ڈالا۔ اللہ ان پر مسلسل لعنت کرے۔

لہٰذا ان گمراہ علماء کے قول کے مطابق بھی ان بتوں کو توڑا جانا چاہیئے تھا کیونکہ ان کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی۔

((تیسری فصل))

تیسرا شبہ کہ مصلحت کی خاطر ان تماثیل (مورتیاں، بت، انکی تصاویر اور شبیہ وغیرہ) کو چھوڑ دیا جائے

مصلحت کا دعویٰ کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں:

① دینی مصلحت کا دعویٰ کرنے والے: یہ کہتے ہیں کہ دعوت دین کی مصلحت کی خاطر ان بتوں کو مہلت دینا چاہیئے خاص طور پر اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام:109) ﴾

''ان کو برا نہ کہو جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں پھر وہ اللہ کو نادانی میں دشمنی کرتے ہوئے برا کہیں گے''۔

اور ان بتوں کو توڑنے سے اسلام کو برا کہا جائے گا اور قرآن کے صحیفوں کو چاک کیا جائے گا۔

② دنیاوی مصلحت کا دعویٰ کرنے والے: یہ کہتے ہیں کہ تمام ممالک کے مادی مفادات ان بتوں کی موجودگی سے وابستہ ہیں کیونکہ یہ سیاحتی مراکز ہیں۔

اس شبہے کا جواب دو طرح ہے:

① مجمل

② مفصل

مجمل جواب یہ ہے کہ: تمام مصلحتوں میں سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ توحید اور ارکان توحید کو قائم اور مضبوط کیا جائے اور شرک اور مظاہر و ارکان شرک کو نیست و نابود کیا جائے اور تمام مفسدوں اور برائیوں میں سب سے بڑا افساد اور برائی یہ ہے کہ شرک اور بت پرستی کے قلعوں کو طاقت کے باوجود ختم نہ کیا جائے۔ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے قرآن مجید میں بیان کردہ واقعے پر ہی غور کر لیجئے انہوں نے اپنی قوم ک

بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کی طرح کی کسی بھی مصلحت کا شکار نہ ہوئے جو شیطان دلوں میں وسوسہ کرتا ہے کہ کوئی یار و مددگار نہ رہے گا اور سب ہی دشمن بن جائیں گے......ایسے ہی قبیلہ بنو ثقیف کے قصے پر غور کریں کہ اس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے آپ سے کچھ مطالبے کئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ آپ ان کے بت یعنی لات کو تین سال تک نہ توڑیں گے نبی ﷺ نے ان کا مطالبہ مسترد کر دیا وہ ایک ایک سال کم کرتے رہے نبی علیہ السلام انکار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ایک ماہ تک مہلت مانگی لیکن آپ نے اس کا نام باقی رکھنے تک سے انکار کر دیا جبکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس بت کو چھوڑ کر وہ اپنی قوم کے بیوقوف، جاہل اور ناسمجھ لوگوں سے بچ جائیں گے اور اسے توڑ کر انہیں اپنی قوم کی مخالفت مول لینی نہ پڑے گی لیکن نبی ﷺ نے مغیرہ بن شعبہ اور ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما کو اسے توڑنے کے لئے روانہ کر دیا۔(طبقات ابن سعد 505/5۔تاریخ الطبری 180/2)

بنو ثقیف جن مصلحتوں کی بناء پر لات نامی بت کو صرف ایک ماہ تک توڑنا نہ چاہتے تھے وہ یہ ہیں:

١. وہ نئے مسلمان تھے اس لئے اسلام سے مانوس ہونا چاہتے تھے۔
٢. وہ اپنی قوم کے نادانوں سے خوفزدہ تھے۔
٣. وہ اپنی قوم سے الفت اور چاہت پیدا کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ بھی اسلام قبول کر لیں۔

ان تمام مصلحتوں کے باوجود نبی ﷺ نے صرف اور صرف ایک ہی مصلحت کا اعتبار کیا یعنی شرک و کفر کے قلعوں کو توڑنا اس کے علاوہ اور کسی مصلحت کی طرف دھیان نہیں دیا۔

ابن قیم رحمہ اللہ بنو ثقیف کے اس قصے سے حاصل شدہ فوائد میں فرماتے ہیں: ''ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ شرک اور بت پرستی کے مقامات کو ان کے گرانے اور ختم کرنے کی قدرت و طاقت آجانے کے بعد ایک دن کے لئے بھی باقی نہیں چھوڑنا چاہیئے کیونکہ یہ تو سب سے بڑا منکر ہے اور طاقت حاصل ہو جانے کے بعد انہیں چھوڑنا قطعاً ناجائز ہے''۔(زاد المعاد 506/3)

اس کے برعکس قرضاوی کہتا ہے کہ: ان آثار قدیمہ کو گرانا ناجائز ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ وہ شرکیہ مقامات جنہیں

بت خانہ بنالیا جائے انہیں گرانا توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک شراب خانوں اور قحبہ خانوں کوگرانے اور توڑنے سے زیادہ محبوب ہے یہی حال ان زیارت گاہوں کا بھی ہے جو ان قبروں پر بنائی جاتی ہیں جنہیں اللہ کے سوا پوجا جاتا ہے اور ان قبر والوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اسلام میں انہیں باقی رکھنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے بلکہ انہیں گرانا واجب ہے اور انہیں وقف کرنا یا ان کے لئے کچھ بھی وقف کردینا ناجائز ہے''۔(زادالمعاد3/601)

اور پہلی مصلحت کا مفصل جواب یہ ہے کہ:

برا نہ کہنے والی آیت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان کمزور تھے نیز یہ صرف برا نہ کہنے کے بارے میں ہے جبکہ جس شخصیت پر یہ آیت نازل ہوئی خود انہوں نے بتوں کو نہ صرف خود توڑا بلکہ انہیں توڑنے کے لئے افراد مقرر کئے لہٰذا ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے کیونکہ جب مسلمان کمزور ہوں تو اس صورت میں مشرکین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو محض ان کے جھوٹے معبودوں کو برا کہنے کی وجہ سے (جبکہ انہیں توڑا نہ گیا ہو) برا کہیں تو یہ بہت بڑی بات ہے اور ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں کی یہی حالت تھی لیکن پھر جب وہ انتقام لینے پر قادر ہوگئے اور طاقتور ہوگئے پھر مصلحت بدل گئی پھر ان بتوں کو توڑ دینے کی مصلحت مشرکین کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو برا کہنے کے فساد سے زیادہ اہم ہوگئی چنانچہ فتح مکہ ہوجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہی کیا کہ بتوں کو توڑ ڈالا اور بت توڑنے کے لئے لشکر روانہ کئے جبکہ یہی بت اسی مقام پر ہجرت سے قبل بھی موجود تھے لیکن اس وقت مسلمان کمزور تھے جبکہ فتح مکہ کے وقت طاقتور تھے۔

اور دوسری مصلحت کا مفصل جواب دو طرح ہے:

① یہ انتہائی باطل کلام ہے یہ لوگ باطل کے ذریعے باطل کی دلیل لے رہے ہیں اور خود بھی گمراہ ہیں اس طرح کہ وہ سیاحت کے نام پر کفار کے مسلمانوں کے ملکوں آنے کو ایسی مصلحت کا نام دے رہے ہیں جس کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے بتوں کو چھوڑ دیا جائے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ:

''اگر ان بتوں اور تصویروں کے حرام ہونے اور توڑنے کے واجب ہونے کی فقط یہی ایک دلیل ہو کہ

کافر سیاحوں کی آمد کا ذریعہ ہیں تو یہ دلیل صحیح ہوگی کیونکہ کفار کا مسلمانوں کے ملکوں میں آنا مصائب اور مفاسد اور برائیوں اور گناہوں کا سبب ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کفار سیاحت یا تجارت کے نام پر اسلامی ملکوں میں آنا شروع ہوئے تو اسلامی ممالک میں نت نئی برائیاں جنم لینے لگیں اور بڑھتی ہی چلی گئیں دورحاضر کے حقائق سے واقف کوئی بھی شخص اس حقیقت سے انکار کرنے کی جراءت نہیں کرسکتا۔علاوہ ازیں اس قدر نصوص ،آیات واحادیث کے ہوتے ہوئے صرف اس طرح کے باطل شبہات کی بناء پر شرک وکفر کے ان مراکز کو کس طرح باقی رکھا جاسکتا ہے؟؟!!

② اگر اس مصلحت کو تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی توحید اور اس کے ارکان کے قیام اور بت گرانے کی مصلحت اس مادی مصلحت سے بڑھ کر ہے رہا مسئلہ سیاحت سے حاصل ہونے والے زرکثیر کا تو اللہ تعالیٰ اپنی شریعت کی اتباع کی صورت میں اس سے بھی زیادہ عطاء کرنے کا وعدہ کررہا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ (توبة:28)﴾

''اے ایمان والودرحقیقت مشرکین ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اور اگر تم محتاجگی سے ڈرتے ہو تو عنقریب اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا''۔

ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: بات یہ ہوئی کہ لوگوں نے کہا: ہم سے بازارکٹ جائیں گے اور تجارت تباہ ہوجائے گی اور ہماری جو ضروریات پوری ہوتی تھیں وہ رہ جائیں گی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه﴾

''اور اگر تم محتاجگی سے ڈرتے ہو تو عنقریب اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا''۔(تفسیر ابن کثیر364/2)

((چوتھی فصل))

چوتھا شبہ کہ مذکورہ بت ذمیوں کے تھے اور انہیں ان کے عقیدے پر برقرار رکھا جاتا ہے

علماء سوایک شبہ یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ بدھا کے مذکورہ بت ذمیوں کے تھے اور ذمیوں کو ان کے عقیدے پر برقرار رکھا جاتا ہے چنانچہ ان بتوں سے تعرض جائز نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ:

تمام مذاہب کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ذمیوں کو ان کے دین پر اور ان امور پر برقرار رکھا جائے گا جن پر مصالحت ہو جائے اور انہیں اپنے مذہبی شعار کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اگر وہ اپنے بتوں یا صلیب کو ظاہر کریں گے تو انہیں ضائع یا توڑ دیا جائے گا اس کے برعکس اگر وہ انہیں چھپائیں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور یہ کہ وہ اپنے کنیسوں پر یا مسلمانوں کے راستوں پر صلیب کو ظاہر نہ کریں گے......اور نہ وہ اپنی اتوار کی عبادات اور صلیب کو ظاہر کریں گے نہ ہی مسلمانوں کے راستوں میں آگ کو ظاہر کریں گے''۔(مراتب الاجماع ص 134:)

مختلف مکاتب فکر کے علماء کے اقوال درج ذیل ہیں:

علماء احناف کے اقوال:

ابوبکر کاسانی حنفی نے کہا: ''انہیں اپنی عید میں اپنی صلیب ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ کفر کے شعائر میں سے ہے چنانچہ مسلمانوں کے شہروں میں وہ ایسا نہیں کر سکتے اور اگر وہ اپنے گرجوں میں ایسا کریں تو ان پر اعتراض نہ کیا جائے گا اور ایسے ہی اگر وہ اپنے قدیم گرجوں کے اندر ناقوس بجائیں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے گا کیونکہ اس طرح شعائر کفر کا اظہار نہیں ہو رہا لیکن اگر وہ گرجے سے باہر ناقوس بجائیں تو انہیں اس کی اجازت نہ دی جائے گی کیونکہ یہ شعائر کفر کا اظہار ہے''۔(بدائع

الصنائع:114/7)

نیز کمال الدین ابن الہمام کہتے ہیں: ''اگر ان ذمیوں کی ایسی عید ہو جس میں وہ اپنی صلیب نکالتے ہوں تو وہ اپنے قدیم گرجوں میں ایسا جو چاہیں کریں لیکن اگر وہ اسے باہر یعنی شہر میں ظاہر کریں تو یہ ان کے لئے جائز نہیں ہے البتہ اپنے گرجوں میں چھپ کر وہ ایسا کر لیں''۔(فتح القدیر:60/6)

علماء مالکیہ کے اقوال:

حطاب کہتے ہیں: ''ابن حبیب نے کہا: مسلمانوں کے ساتھ رہنے والے ذمیوں کو شراب، خنزیر صلیب کے نشانات ظاہر کرنے سے منع کیا جائے گا جبکہ ہم ان پر غالب ہوں اور ان میں سے جو نشہ کرتے ہوں انہیں زدوکوب کیا جائے گا اگر وہ اپنی عیدوں یا بارش کی دعاؤں میں اپنی صلیب ظاہر کریں تو نہ صرف ان کی صلیب توڑ دی جائے گی بلکہ انہیں بھی مارا جائے گا''۔(التاج والاکلیل:602/4)

نیز الصاوی مالکی کہتے ہیں: ''ایسے ہی اگر وہ اپنی صلیب ظاہر کرے اسے توڑ دیا جائے گا''۔(حاشیۃ شرح الصغیر316/2)

علماء شافعیہ کے اقوال:

امام شافعی رحمہ اللہ ذمیوں سے صلح کی شروط تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صلح اس شرط پر کہ تم مسلمانوں کے علاقوں میں اپنی صلیب ظاہر نہ کرو گے نہ ہی علانیہ شرک کرو گے نہ ہی نیا گرجا بناؤ گے نہ ہی نماز کے لئے نئی جگہ بناؤ گے نہ ہی ناقوس بجاؤ گے نہ ہی عیسیٰ ابن مریم یا کسی اور کے متعلق اپنے شرکیہ اقوال مسلمانوں کے سامنے کہو گے''۔(الام:210/4)

نیز ابن حجر ہیثمی الشافعی فرماتے ہیں: ''انہیں یعنی ذمیوں کو ہمارے یعنی مسلمانوں کے درمیان کسی بھی برے کام سے منع کیا جائے گا مثلاً کہ شراب پینا، خنزیر، ناقوس جو کہ عیسائی اپنی نمازوں کے اوقات میں بجاتے ہیں اور کرسمس نیز چہرہ پیٹنا، نوحہ کرنا، توراۃ یا انجیل پڑھنا اگرچہ ان کے گرجوں میں ہی ہو کیونکہ ان تمام امور میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً شعار کفر کا اظہار ہے چنانچہ اگر ان کا اظہار نہ ہو پھر منع نہ کیا جائے گا اور ان کے شراب جو برتن ظاہر ہوں یا ناقوس ظاہر ہو تو اسے توڑ دیا جائے گا''۔(تحفۃ

المنہاج 302/9)

علماء حنابلہ کے اقوال:

ابن مفلح حنبلی فرماتے ہیں: ''انہیں لازماً شراب اور خنزیر کو ظاہر کرنے سے منع کر دیا جائے گا اگر وہ ایسا کریں تو ہم دونوں کو ضائع کر دیں گے وگرنہ نہیں۔ ایسی ہی عید یا صلیب یا ناقوس بجانا اور کتاب کی تلاوت یا نوحے کی آواز کا بھی حکم ہے اور ہمارے شیخ نے فرمایا: ایسے ہی رمضان کے مہینے میں کھانا کھانا بھی ہے اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ: وہ ناقوس نہ بجائیں گے ان کی اس سے مراد اظہار کرنا ہے واللہ اعلم روضۃ وغیرہ میں فرمایا: جن امور میں وہ اظہار نہ کریں تو ان کا ذمہ باقی رہے گا اسے ختم نہ کیا جائے گا''۔ (الفروع 276/6)

نیز سفارینی فرماتے ہیں: ''جو چیزیں ہماری شریعت میں حرام ہیں اگر وہ ان کا اظہار کریں تو ان کا ردّ کرنا طے ہے اور اگر وہ شراب ہو اسے بہانا جائز ہے اور اگر وہ صلیب یا ڈھول ظاہر کریں تو اسے توڑنا جائز ہے اور اگر وہ اپنا کفر ظاہر کریں تو ان کی پٹائی کی جائے گی اور جو مسلمانوں کے لئے حرام ہے انہیں اسے ظاہر کرنے سے روک دیا جائے گا''۔ (غذاء الألباب: 240/1)

علماء ظاہریہ کے اقوال:

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صغار (رسوائی جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے) سے مراد ہے کہ ان پر اسلام کی حکومت جاری کی جائے اور یہ کہ وہ اپنے کفر کا اظہار نہ کر سکیں وہ چیز جنہیں اسلام نے حرام کیا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (انفال: 39)﴾

''اور ان سے لڑتے رہو حتیٰ کہ دین (عبادت) سارا کا سارا اللہ کا ہو جائے اور فتنہ (شرک) باقی نہ رہے''۔ (المحلیٰ)

ان اقوال کی روشنی میں علماء سوء کا پیش کردہ یہ شبہ بھی باطل قرار پایا اور ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہوئے ذمی اپنے شعائر کا اظہار نہیں کر سکتے۔

((پانچویں فصل))

پانچواں شبہ کہ ان تماثیل (مورتیاں، بت، انکی تصاویر شبیہ وغیرہ) کو بچیوں کی گڑیوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے

کچھ گمراہ علماء ایسے بھی ہیں جو بدھا کے ان بتوں کو بچیوں کی ان گڑیوں پر قیاس کرتے ہیں جن کی اللہ کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے اس شبہے کا جواب کئی طرح ہے:

① یہ فاسد ترین قیاس ہے کیونکہ یہ قیاس ایسے ہی ہے جس طرح کوئی مجبوری کی حالت میں کفر کے جواز (بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو) سے حالت اختیار (غیر مجبوری) میں کفر کے جواز پر قیاس کرے اور کہے جس طرح اللہ کے فرمان:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل:106)﴾"

جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے گا سوائے جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو......"

سے حالت مجبوری میں کفر بشرط اطمینان جائز ثابت ہوتا ہے اسی طرح حالت اختیار (غیر مجبوری) میں بھی کفر جائز ہے اسی طرح ان لوگوں نے بھی ان تماثیل کے جن کے متعلق احادیث میں شدید وعیدیں آئی ہیں کو ان گڑیوں پر قیاس کیا جنہیں نبی علیہ السلام نے ان تماثیل سے خاص کرلیا ہے جبکہ صحیح قیاس یہ تھا کہ ان تماثیل اور بتوں کو لات اور عزی پر قیاس کیا جاتا جو عربوں کے بت تھے جنہیں وہ پوجا کرتے تھے ایسے بوذا کی تماثیل بھی آج تک اللہ کے سوا پوجی جارہی ہے لہٰذا لات، منات کے بتوں اور بدھا کے بتوں کے دونوں کا حکم ایک ہی ہونا چاہیئے جو کہ توڑ دینا ہے۔

② علماء بیان کرتے ہیں کہ تماثیل (مورتیاں، بت، ان کی تصاویر اور شبیہ وغیرہ) اور اس کی تمام صورتوں کے حرام ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے البتہ چھوٹی بچیوں کی گڑیاں مستثنٰی ہیں نیز ان چھوٹی

بچیوں کی گڑیوں کے متعلق علماء کے مابین اختلاف ہے بعض اسے مباح قرار دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی اباحت منسوخ ہو چکی ہے اور ناسخ ان تمام دلائل کا عموم ہے جو تصاویر کو حرام قرار دیتے ہیں۔ امام بیہقی، امام منذری اور ابن جوزی رحمہم اللہ منسوخیت کے قائل ہیں۔

(ملاحظہ ہوں: فتح الباری 544,527/10، الآداب الشرعیة لابن مفلح: 509/3، تحفة الاحوذی 429/5، احکام التصاویر فی الفقة الاسلامی: 252، نیز محدث ابن بطال اور امام داؤدی بھی اسی بات کو راجح قرار دیتے ہیں)

③ اگر بالفرض المحال ہم اس قیاس کو صحیح تسلیم کر لیں تو قیاس کرنے والے کو دلیل پیش کرنا ہو گی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں روح والی چیزوں کی حقیقی تصاویر تھیں جبکہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے نہ ہی ان کی گڑیاں کوئی نقش یا تراشیدہ مجسمہ تھیں بلکہ وہ اون اور کپڑے کے ٹکڑے سے بنی ہوئی تھیں جیسا کہ درج ذیل نکات سے ثابت ہوتا ہے:

- اس دور میں یہ گڑیاں خود چھوٹی بچیاں ہی بنایا کرتی تھیں نہ کہ کوئی کاریگر وغیرہ نیز اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بچیاں نقاشی یا تراشنے کے فن سے آگاہ ہوں یا ایسی گڑیاں بنا سکتی ہوں جو آج کل پائی جاتی ہیں یا آج کی تراشیدہ مورتیوں کی طرح اپنی گڑیاں بناتی ہوں۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دراصل صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گڑیاں دیکھیں تو ان سے پوچھا کہ ان کے بیچ میں کیا ہے انہوں نے کہا گھوڑا ہے آپ نے فرمایا اس گھوڑے کے اوپر کیا ہے انہوں نے کہا دو پر نیز اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ یہ کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنا ہوا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس۔ فتح الباری 526/10، مسلم کتاب الفضائل الصحابه باب فی فضل عائشة رضی اللہ عنہا شرح مسلم للنووی 15/203-204، ابو داؤد، نسائی، صحیح ابن حبان مع ترتیب ابن بلبان باب اللهو ذکر الاباحة لصغار النساء اللعب باللعب وان کان لها صور)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سوالات سے یہ معلوم ہوا کہ اس کی صورت واضح نہ تھی چنانچہ سوال کرنے کی ضرورت پیش آئی بلکہ وہ لکڑیوں سے یا کپڑے کے چیتھڑوں وغیرہ سے ملا کر بنائی گئی تھی۔

نیز ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ:

((فکنانصومه ونصوم صبیانناو نجعل لهم اللعبة من العهن))

''ہم اس (رمضان) کے روزے رکھتے اور اپنے بچیوں کو بھی رکھواتے اور ہم ان کے لئے اون کی گڑیاں بنادیتے''۔(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

خاتمہ

آخر میں میرے بھائی اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ تمام بنیادوں اور اصولوں میں اصل بنیاد اور اصول توحید ہے لہٰذا جس کی توحید سالم ہے وہ خود بھی سالم ہے چنانچہ ہر مسلمان پر اپنے ایمان کی تکمیل کے دو باتیں انتہائی ضروری ہیں:

① اکیلے اللہ پر ایمان لانا۔

② طاغوت کے ساتھ کفر کرنا۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (بقرہ:256) ﴾

''جس نے طاغوت کے ساتھ کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا پس اس نے یقیناً ایسا مضبوط کڑا تھام لیا جو ٹوٹتا نہیں''۔

اور طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا ایک واضح معنی یہ بھی ہے کہ تمام مشرکین کو کافر کہا جائے مثلاً بدھوں کو ہندوؤں کو یہودیوں کو عیسائیوں اور مجوسیوں وغیرہ کفار کو اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے باطل معبودوں کو بھی مٹایا جائے بلکہ طاقت ہو اور ہر حال میں ان سے نفرت، دشمنی اور براءت کا اظہار کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (ممتحنة) ﴾

''تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا بے شک ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سے بری ہیں اور

ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور نفرت واضح ہے حتی کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لے آؤ''۔

اس آیت میں عصر حاضر کے تناظر میں خوب غور وفکر کیجئے اور اپنے عقائد واعمال کو ان بزرگ ہستیوں کے اسوۃ کے مطابق ڈھال لیجئے اور ان کی صفوں میں شامل ہوجایئے جن کا ذکر اللہ نے اپنے کلام مقدس میں بلند کر دیا اس آیت میں غور کرنے پر دو باتیں معلوم ہوئیں کہ مذکورہ نفرت دشمنی اور براء ت دو چیزوں سے ہے:

① تم یعنی کفار سے۔

② اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے یعنی بت مورتیاں وغیرہ۔

واللہ العظیم جو شخص بھی بدھوں کے ان بتوں اور باطل معبودوں کا دفاع کرے یا انہیں باقی رکھنا چاہے یا ان کے توڑے جانے پر روئے یا افسوس کا اظہار کرے یا اس فعل کی مذمت کرے اس نے ان سے براءت کا اظہار نہیں کیا بلکہ گویا وہ ایسا کر کے مسلمانوں کے خلاف بدھوں کا بازو بن گیا۔

اللہ ہم سب کو کج روی اور گمراہی سے بچائے رکھے اور ہمیں ہدایت اور توحید وسنت کا شیدائی بنائے اور ہمیں اسلام پر موت دے کر صالحین کے زمرے میں شامل فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین. آمین یارب العالمین

مؤلف: ناصر بن حمد الفہد حفظہ اللہ

مترجم: مدثر احمد اللودھی حفظہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk